سوال

(05)حقانیت مسلک اہل حدیث تاریخی حقائق کی روشنی میں

جواب

السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته

حقانیت مسلک اہل حدیث تاریخی حقائق کی روشنی میں

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة الله وبرکاته!

الحمد لله، والصلاة والسلام علىٰ رسول الله، أما بعد!

حقانیت مسلک اہل حدیث

تاریخی حقائق کی روشنی میں

یہ گرانقدر مقالہ جماعت اہل حدیث کے فاضل گرامی حضرت مولانا ابو القاسم بنارسی رحمۃ اللہ علیہ نے مارچ 1943ء میں آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس (موائمہ ہند) میں بطور صدارتی خطبہ پیش فرمایا تھا۔ اس کی علمی اہمیت کے باعث ''فتاویٰ علماء اہل حدیث''میں شامل کیا گیا ہے۔ (علی محمد سعیدی)

حقانیت مسک اہل حدیث تاریخی حقائق کی روشنی میں

مولانا محمد ابو القاسم بنارسی رحمۃ اللہ علیہ

اللهم لک الحمد انت قیم السموات والارض ومن فیهن ولک الحمد انت نور السموات والارض ومن فیهن ولک الحمد انت ملک السموات والارض ومن فیهن ولک الحمد انت الحق ووعدک الحق وقولک حق ولقاء حق والجنة حق والنار حق والساعة حق والنبیون حق ومحمد صلی الله علیه وسلم حق اللهم صل علی محمد النبی الامی وازواجه امهات المومنین وذریته واہل بیته کما صلیت علی ابراہیم وعلی ال ابراہیم انک حمید مجید

خلت الدیار فسدت غیر مسود ومن الشقا تفردي بالسود

ایها السادة الکرام! سلام علیکم طبتم!

میری عقل اس گتھی کو سلجھانے سے قاصر ہے۔کہ صدارت کا قرعہ میرے ہی نام کیوں ڈالا گیا۔جب کہ میری صحت کی خرابی معلوم اور میری علمی بضاعت کی قلت ظاہر تھی۔کانفرنس کی صدارت کےلئے ایک ایسے بالغ نظر کی ضرورت تھی جو اپنے اندر ایک مدت کے فکرو تعامل اور تجربہ و مشاہدہ کے باعث اس خوفناک کشاکش حیات میں جماعت کی صحیح قیادت کی پوری پوری صلاحیت رکھتا ہو۔میں ان خوبیوں سے تہی دامن اور سلیقہ ء قیادت سے عاری ہوں۔اس لئے اس انتخاب پر مجھ سے شکریہ کی توقع بے سود ہوگی۔اگر یہ انتخاب محض جلسہ کےلئے ہوا ہے۔تو میرے ناتوں ہاتھوں میں اتنی قوت نہیں کہ ایسے بڑے مجمع کو قابو میں رکھ سکوں۔جب تک کہ مجمع خود ہی احکام صدارت کی تعمیل نہ کرے۔محض آپ کی معاونت ہی مجھے میرے فرض سے عہدہ برآ سکتی ہے۔

آغاز

حضرات میں حیران ہوں کہ آپ کے سامنے کونسے حقائق پیش کروں۔اہل حدیث کانفرنس کے مقاصد پر مرحوم قاضی سلیمانؒ صاحب اپنے خطبہ صدارت میں کتاب و سنت سے کافی روشنی ڈال چکے ہیں۔کانفرنس کی تاریخ اور اس کے کارنامے مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ اپنے خطبہ ء صدارت (اجلاس بست 22،دوم آرہ) میں بیان فرماچکے ہیں۔جماعت اہل حدیث کے فرائض اور پھر ان سے کوتاہیاں مولوی عبد القادر صاحب مرحوم قصوری اپنے خطبہ صدارت میں پیش فرماچکے ہیں۔پس میرے لئے زیادہ مناسب یہ ہوگا۔کہ میں اہل حدیث کے مسلک پر نظر ڈالوں۔جس کا حامل اور مظہر خود اس کا مبارک نام ہے۔

لقب اہل حدیث

یہ نام دو لفظوں سے مرکب ہے۔پہلا لفظ ''اہل '' ہے۔جس کے معنی ہیں والے صاحب دوسرا لفظ ''حدیث'' ہے۔حدیث نام ہے کلام اللہ اور کلام رسول ﷺ کا۔قرآن کو بھی حدیث فرمایا گیا ہے۔اور آپ ﷺ کے اقوال اور افعال کے مجموعہ کا نام بھی حدیث ہے۔پس اہل حدیث کے معنی ہوئے۔''قرآن و حدیث والے''جماعت اہل حدیث نے جس طریق پر حدیث کو اپنا پروگرام بنایا ہے اور کسی نے نہیں بنایا۔اسی لیے اسی جماعت کا حق ہے۔کہ وہ اپنے آپ کو اہل حدیث کہے۔

لقب کی ابتداء

یہ لقب ہیں اللہ تعالیٰ کی جانب سے ملا ہے۔حدیث میں آیا ہے۔

عن انس قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان یوم القیامة یجی اصحاب الحدیث و معھم المحابر فیقول اللہ لھم انتم اصحاب الحدیث (الی) انطلقوا الی الجنة اخرجہ الطبرانی (القول البدیع للسخاوی ص189 من طرق متعدة)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا!قیامت کے دن اہل حدیث اس حال میں آئیں گے۔کہ دواتیں ان کے ساتھ ہوں گی۔اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا۔تم اہل حدیث ہو جنت میں داخل ہو جاؤ۔

باغ فردوس برآں قوم مباح ست کہ خوش

روش راستی از قول پیمبر گیرند

صحابہ رضوان اللہ عنہم اجمعین اہل حدیث تھے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے آپ کو ''اہل حدیث'' کہا ہے۔

(اصابہ ص 204 ج 4 تذکرۃ الحفاظ۔ ص 29 ج 1۔ وتاریخ بغداد ج 9 ص 467)

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ''اہل حدیث'' کہا گیا۔ (تاریخ بغداد للخطیب ج 3 ص 227 و ج 9 ص 154)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا!

انکم خلوفنا واہل الحدیث بعدنا (کتاب شرف اصحاب الحدیث للخطیب ص 21)

یعنی ہمارے بعد تم تابعی لوگ ''اہل حدیث ہو'' معلوم ہوا کہ صحابہ وتابعین سب اہل حدیث تھے۔)

4۔ امام شعبیؒ نے (پانچ سو صحابہ رضوان اللہ اجمعین کو دیکھا تھا۔ اور 48 صحابیوں سے حدیثیں پڑھیں تھیں۔) تمام صحابہ رضوان اللہ اجمعین کو اہل حدیث کہا ہے۔ (تذکرۃ الحفاظ ج 1 ص 73)

تابعین و تبع تابعین بھی اہل حدیث تھے۔

جیسا کہ ابھی نمبر 3 میں گزرا باقی اہل حدیث تابعین کی فہرست خطیب نے اپنی تاریخ بغداد صفحہ 245 ج 12 و صفحہ 105 ج 14 میں رقم کی ہے۔ کچھ لوگوں کو اپنی کتاب ''شرف اصحاب الحدیث میں زکر کیا ہے۔ جو دہلی میں طبع ہو چکی 1 ہے۔ امام شعبی تابعی کا اہل حدیث ہونا تاریخ بغداد صفحہ 227 ج 3 و صفحہ 154 ج 9 میں مرقوم ہے۔ تبع تابعین میں سفیان بن عینیہ کو حکماء اہل حدیث میں شمار کیا گیا ہے۔ تاریخ بغدار صفحہ 179 ج 9) نیزان کا اہل حدیث ہونا امام ابو حنیفہ کے زکر میں بھی آئے گا۔ سفیان ثوری تبع تابعی کا اہل حدیث ہونا تاریخ بغداد صفحہ 227 ج 3 وصفحہ 154 ج موجود ہے۔ نیزان

1۔ اور چند سال ہوئے گوجرانوالہ سے حضرت مولانا محمد اسماعیلؒ کے نفس علمی مقدمے کے ساتھ صرف عربی میں طبع ہوئی ہے۔ (ع۔ح)

کا ارشاد ہے کہ اہل حدیث روئے زمین کے نگہبان ہیں۔ (مفتاح الجنۃ للسیوطی صفحہ 49 و شرف اصحاب الحدیث 45)

امام ابو حنیفہؒ

کتاب اصول دین میں ہے۔ اصول ابی حنیفہ فی الکلام کا صول اصحاب الحدیث ج 1 صفحہ 30) یعنی امام ابو حنیفہ کے اصول (عقائد وذم تقلید) میں اہل حدیث کے اصول جیسے ہیں۔ (وہ خود فرماتے ہیں۔)

صح الحدیث ہو امذہبی (شامی مجتبائی صفحہ 46 ج 1)

یعنی میرا مذہب حدیث ہے۔ سفیان بن عینیہ کہتے ہیں۔ کہ مجھے پہلے پہل امام ابو حنیفہ نے اہل حدیث بنایا ہے۔ (یہ الفاظ مولوی فقیر محمد جہلم حنفی کی کتاب حدائق الحنفیہ صفحہ 134 طبع نو لکسور کے ہیں۔ معلوم ہوا کہ امام ابو حنیفہ اہل حدیث تھے۔ اور دوسروں کو اہل حدیث بناتے تھے۔ آپ کے دور میں اہل ہر جگہ موجود تھے۔ جیسا کہ غایۃ الاوطار میں ہے۔ امام ابو حنیفہؒ جب بغداد آئے تو اہل حدیث نے سوال کیا کہ رطب کی بیع تمر سے جائز ہے یا نہیں۔؟ (ترجمہ در مختار مطبوعہ نولکشور صفحہ 130 ج 3)

امام ابویوسفؒ

ابن معین نے آپ کو صاحب حدیث اور صاحب سنت کہا ہے۔ (تذکرہ ج 1 ص 267)

تاریخ بغداد میں ہے۔

یحب اصحاب الحدیث ویمیل الیھم (ص 255 ج 14)

آپ اہل حدیث سے محبت رکھتے اور انھیں کی طرف مائل تھے۔ آپ نے اہل حدیثوں کو اپنے دروازے پر مجتمع دیکھ کر فرمایا تھا۔

ما علی الارض خیر منکم (کتاب الشرف للغیطب ص 51)

کہ روئے زمین پر تم اہل حدیثوں سے بہتر اور کوئی نہیں ہے۔

امام مالکؒ

آپ بھی اہل حدیث تھے۔ امام مسلمؒ نے اپنی صحیح کے مقدمہ ص 23 میں آپ کو آئمہ اہل حدیث میں شمار کیا ہے۔ اور وہیب نے آپ کو امام اہل حدیث کہا ہے۔ (تذکرۃ الحفاظ ص 188 ج 1)

امام شافعیؒ

منہاج السنۃ میں ہے۔

اخذ مذہب اہل حدیث واختار لنفسہ (ص 143 ج 4)

یعنی امام شافعیؒ نے اپنے لیے اہل حدیث کا مذہب پسند کیا تھا۔ تہذیب نووی میں ہے کہ

نشر علم الحدیث واقام مذہب اہلہ (ص 47 ج 1)

آپ نے علم حدیث کو پھیلایا اور مذہب اہل حدیث قائم کیا۔ آپ لوگوں سے فرمایا کرتے!

علیکم باصحاب الحدیث فانھم اکثر صوابا من غیر ہم (توالی التاسیس مصری ص 64)

یعنی تم لوگ اہل حدیثوں کے پاس جاؤ یہ لوگ دوسروں سے زیادہ صواب پر ہیں۔

امام احمد بن حنبلؒ

آپ کو قتیبہ بن سعید نے اہل حدیث کہا ہے۔ کتاب الشرف للخطیب ص 74 اور منہاج السنۃ (ص 143 ج 4) میں ہے۔

کان علی صاحب اہل لحدیث

اور مختصر طبقات الحنابلہ میں ہے۔

طائفۃ رجل من اہل الحدیث (ص 8 طبع دمشق)

دونوں کا خلاصہ یہ ہے کہ امام احمد بن حنبلؒ اہل حدیث کے مذہب پر تھے۔ آپ نے قول اللہ

طائفۃ لیتفقھوفی الدین

کی تفسیر میں فرمایا کہ! یہ طائفہ اہل حدیث ہے۔ (کتاب الشرف ص 61-62)

ایک دفعہ آپ سے فرقہ ناجیہ کی بابت پوچھا گیا تو فرمایا!

ان لم یکونوا اصحاب الحدیث فلاادري (ایضاً صفحہ 24)

کہ یہ اہل حدیث ہیں۔ اگر یہ فرقہ ناجیہ نہ ہو تو میں نہیں جانتا کہ اور کون فرقہ ہے۔؟ اسی طرح حدیث نبوی

لاتذال طائفۃ من امتی منصورین

(میری امت میں ایک گروہ مظفر و منصور رہے گا۔) کی بابت فرمایا! کہ یہ گروہ اہل حدیثوں کا ہے۔ اگر یہ لوگ مراد نہ ہوں تو پھر میں نہیں جانتا کہ اور کون ہیں۔؟

(کتاب معرفۃ العلوم الحدیث للحاکم طبع مصر ص 2۔ وکتاب الشرف للخطیب ص 26 و شرح صحیح مسلم ص 142 ج 1 و فتح الباری انصاری ص 85 پ 1 و ص 671 پ 29)

اور حدیث نبوی!

لایذال اللہ یغرس فی ہذا الدین غرسا

کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا! کہ یہ اہل حدیث ہیں۔ (مختصر طبقات الحنابلہ ص 257)

اور فرمایا!

لیس قوم عندي خیرا من اہل الحدیث (کتاب الشرف ص 49)

کہ میرے نزدیک اہل حدیث سے بہتر کوئی قوم نہیں ہے۔ ''ایک بار فرمایا کہ انسان تو بس اہل حدیث ہی ہیں۔ (کتاب مذکورہ ص 50 طبقات ص 285)

ابدال کی بابت فرمایا!

ان لم یکن اصحاب الحدیث ہم الابدال فلااعرف ابدالا (مفتاح الجنۃ ص48وکتاب الشرف ص52)

یعنی ابدال صرف اہل حدیث ہوتے ہیں۔اگر یہ نہ ہوں تو پھر کوئی ابدال نہ ہوگا۔ایک مرتبہ آپ کے سامنے کسی نے اہل حدیث کو بُرا کہا۔تو آپ نے اس بدگو کو تین مرتبہ (بے دین)زندیق فرمایا۔

(طبقات الحنابلہ ص17وص204وکتاب الشرف ص76وعلوم الحدیث للحاکم ص4)

کیو ںنہ ہو۔

اہل الحدیث ہموا اہل النبی ان لم

یصحبوا نفسہ انفاسہ صحبوا

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ

بڑے پیر شیخ عبدلقادر جیلانیؒ نے اپنی کتاب غنیۃ الطالبین میں لکھا ہے کہ''اہل بدعت کی علامت اہل حدیث کو بُرا کہنا ہے۔

ولااسم لہم الااسم واحد ہم اصحاب الحدیث (ص90ج1طبع مصر)

اوراس جماعت کا سوائے اہل حدیث ہونے کے دوسرا نام نہیں ہے۔آپ کی پیدائش پانچویں صدی کے آخر میں ہوئی ہے۔

پانچویں صدی ہجری کے سب سرحدوں کے مسلمان

اس پانچویں صدی میں تمام سرحدوں کے مسلمانوں کا مذہب اہل حدیث کا پابند ہونا۔علامہ ابو منصور بغدادی کی کتاب اصول الدین ص317ج1)سے واضح ہوتا ہے۔

حیث قال وبیان ہذا واضح فی ثغور الروم والجزیرۃ وثغور الشام وثغور اذربیجان وباب الابواب کلہم علی مذہب اہل الحدیث من اہل السنۃ

یعنی روم شام وجزیرۃ اور آزربائجان کی سرحدوں کے باشندے سب کے سب اہل حدیث ہیں۔کے مذہب پر ہیں۔

چوتھی صدی ہجری میں

پانچویں صدی سے پشتر کا حال بھی سنیے۔غزنی کے دربار میں اہل حدیث عالم موجود تھے۔تاریخ فرشتہ میں سلطان محمود غزنویؒ کے وقائع ص390میں مرقوم ہے کہ سلطان محمود نے ابو الطیب سہل بن محمد بن سلمان اہل حدیث میں سے تھا۔

برسم رسالت ملک ایلک خاں کے حضور میں بھیجا۔(تاریخ فرشتہ اردو ص35ج1)

اور410ہجری میں سلطان مدوح خود بھی قفال مروزی محدث کے اثر صحبت سے اپنا حنفی مذہب چھوڑ چکا تھا۔دیکھو۔امام یافعی کی مراۃ الجنان جلد سوم کا صفحہ25۔35)

ہندوستان

اس زمانے میں ہندوستان میں بھی اہل حدیثوں کا وجود ملتا ہے۔ مشہور عرب سیاح بشاری مقدسی جو375 ہجری میں ہندوستان آیا تھا۔ اپنی کتاب احسن التقاسیر فی معرفۃ الاقالیم میں سندھ کے مشہور منصورہ کے حال میں لکھتا ہے۔ یہاں کے زمی بت پرست لوگ ہیں۔ اور مسلمانوں میں اکثر اہل حدیث ہیں۔ یہاں مجھے قاضی ابو محمد منصوری سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ جو مذہب داؤد ظاہری کے پابند تھے۔ (تاریخ سندھ ج2ص124)

اس بیان سے لوگوں کو بہت تعجب ہوگا۔ کہ ہندوستان میں جماعت اہل حدیث مولانا اسماعیل شہید اور علامہ محمد بن عبد الوہاب نجدیؒ کی پیدائش سے بھی صدہا سال پہلے سے موجود ہے کیونکہ مقدسی چوتھی صدی ہجری میں گزرا ہے۔)

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جماعت اہل حدیث (متحدہ) ہندوستان میں کوئی نئی جماعت نہیں ہے۔ بلکہ یہ جماعت اس وقت بھی موجود تھی۔ جب کہ وباء تقلید نے پھیلنا شروع کیا تھا۔ جیسا کہ شاہ ولی اللہؒ نے حجۃ اللہ میں تصریح کی ہے۔ کہ تقلید کا شروع چوتھی صدی ہجری سے ہوا ہے۔ (ج1ص152)

اسی زمانے سے مذہبی کشاکش اور ملت کا بٹوارہ شروع ہوا۔ اسلام تلوار سے نہیں پھیلا تھا۔ لیکن تقلیدی مذاہب البتہ بزور شمشیر رائج کیئے گئے۔

تقسیم مذاہب اربعہ

ان مذہبوں پر ملک میں بٹوارے کا حال کتاب الفوائد البہیہ ص10 میں یوں مرقوم ہے۔

امام احمد کا مذہب نواحی بغداد میں پھیلا اور امام مالک کا مذہب بلاد مغرب اور بعض بلاد حجاز و یمن اور اطراف خراسان اکثر بلاد و حجاز و یمن اور اطراف خراسان و توران اور بعض بلاد ہند میں اشاعت پزیر ہوا۔ باقی تمام ملکوں میں حنفیت کو عروج ہوا۔ اسی کتاب کی تعلیقات صفحہ 102 میں مرقوم ہے۔ قفال کبیر شاشی المتوفی 365 ہجری نے ماورائی النہر میں شافعیت پھیلائی۔ یہ امر سخاوی نے بھی رسالہ الاعلان باتوبیخ ص99 میں تحریر کیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ (دمشق اورشام) میں شافعیت ابو زرعہ محمد بن عثمان دمشقی کے زریعے سے پہنچی اور عبدان مروزی کی سعی سے مرو میں اور ابو عوانہ اسفرائینی کی کوشش سے اسفرائین میں شافعیت نے قدم جمائے۔ (کتاب مذکور طبع دمشق ص99)

اشاعت بزور سلطنت

مذاہب مذکورہ کے بزور ریاست پھیلائے جانے کے چند حوالے سن لیجئے۔ مقریزی وابن خلکان کا دونوں متفقہ طور سے لکھتے ہیں۔

مذہبان انتشر افی مبدء امرہما بالریاسۃ والسلطان مذہب ابی حنیفۃ من اقصی المشرق الی اقصی افریقۃ ومذہب مالک فی بلاد اندلس

وفیات الاعیان صفحہ216ج2) شروع میں دو مذہب بزور سلطنت پھیلے۔ حنفی مذہب مشرق سے افریقہ تک۔ اور مالکی مذہب اسپین میں مصر میں جب صلاح الدین ایوبی شافعی کے ہاتھ میں عہدہ قضاء کی باگ ڈور دے دی۔ اس وقت سے مصر میں شافعیت کو کچھ فروغ ہوا۔ (افتراق الامم طبع جوائب ص233)

اوپر کتاب ''اصول الدین'' کے حوالے سے بتایا گیا تھا۔ کہ (خلافت عثمانی کا مفتوحہ افریقہ اوراس کی) سرحدوں کے مسلمان اہل حدیث مذہب پر قائم تھے۔ پھر کیا ہوا۔؟سنیئے!علامہ مقریزی لکھتے ہیں۔

وکانت افریقیۃ الغلب علیہا السنن والاثار الی ان قام عبد اللہ الفاسی بمذہب الحنفی ثم غلب اسد بن الفرات قاضی افریقیۃ بمذہب الحنفی

کتاب الخط ص323 ج2) یعنی ''افریقہ والوں پر اتباع سنت و اثر کا ولولہ غالب رہا۔ یہاں تک کہ عبد اللہ فاسی وہاں حنفی مذہب لے کر پہنچا اور قاضی اسد حاکم افریقہ نے سارے ملک پر حنفی مذہب کو غالب کر دیا۔

فلما تولی علیھا المغر بن بادیس س 407 حمل اہلھا واہل ما ولاہا من بلاد المغرب علی المذہب المالکی

مغر بن بادیس والی افریقہ نے پانچویں صدی کے شروع میں سارے ملک افریقہ کو مالکی مذہب کے قبول کرنے پر مجبور کر دیا۔

اہل حدیث کی حکومت

ایک صدی بعد غیرت الٰہی کو حرکت ہوئی۔ اور بلاد مغرب (افریقہ) میں موحدین (اہل حدیث) کی حکومت قائم ہو گئی۔

یوسف بن عبد لمومن پھر اس کے بعد اس کے بیٹے یعقوب بن یوسف نے بادشاہت کی ان دونوں نے مذہب اہل حدیث کی پوری حمایت اور نصرت کی۔

ذہبی تاریخ الاسلام میں لکھتے ہیں۔ کہ ابو بکر بن جدانہ نے کہا میں امیر المومنین یوسف سے ملنے گیا تو دیکھا کہ ان کے سامنے قرآن مجید اور سنن ابو داود اور تلوار رکھی ہوئی ہے۔ خلیفہ نے ان تینوں چیزوں کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ کہ سوائے ان تین (قرآن۔ حدیث۔ تلوار) کے سوا باقی سب بے سود ہے۔ اسی کتاب میں خلیفہ یعقوب کے حال میں مرقوم ہے۔ کہ اس بادشاہ کے زمانے میں افریقہ سے فقہ کا علم اٹھ گیا۔ خلیفہ نے کتب فقہ میں اشغال سے منع کر دیا تھا۔ اور حکم دیا تھا کے لوگ صحاح ستہ۔ اور کتب سنن و مسانید پڑھیں پڑھایئں۔ خلیفہ خود بھی حدیث پڑھاتا اور حدیث یاد کرنے والوں کو انعام دیتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ وہاں کے علماء پکے کٹر اہل حدیث اور تقلید کے دشمن ہو گئے تھے۔ جیسے امام ابن حزم علامہ قرطبی محی الدین ابن عربی وغیرہ ابن خلکان نے اس خلیفہ کے حال میں لکھا ہے۔

امر برفض الفقہ ولایفتون الا بالکتاب والسنۃ ولا یقلدون احد من الامۃ الخ (ص328 ج2)

یعنی اس نے حکم دیا تھا کہ فقہ چھوڑدو۔ قرآن و حدیث سے فتویٰ دو اور کسی امام کی تقلید نہ کرو۔ اس کے بعد وہاں سے مذہبی جھگڑے یکسر ختم ہو گئے۔

رد عمل

افریقہ سے بھاگے ہوئے متعصب مولویوں نے مشرق میں پناہ لی۔ اور حجاز اور عراق نیز دیگر مقامات میں تقلیدی مذہب نے انتہائی تشدد اور عصبیت سے حکم جاری کیا اور یہ قانون بنا دیا کہ مذاہب اربعہ کی تقلید واجب ہے۔ اور ان سے خروج حرام

(مقریزی ص344 ج2)

اور یہ کہ آئمہ اربعہ کے مذاہب علی سبیل الدوران حق ہیں۔ یعنی حق انہیں چاروں میں دائر ہے۔ اس زمانہ میں عمل بالحدیث حسب پشگوئی مخبر صادق علیہ السلام (جو مشکواۃ میں بحوالہ ترمذی مذکور ہے۔ ص451) انگارے پر ہاتھ ڈالنے سے بھی زیادہ مشکل ہو گیا تھا۔

چار مصلے اور مدرسے

ساتویں صدی میں شاہ ظاہر بیرس نے چاروں مذہبوں کے قاضی اور مدرسے الگ الگ بنا دیئے۔ (مقریزی ج2 ص344)

اور نویں صدی کے اوائل میں شاہ ناصر فرج بن برقوق چوکسی نے خانہ کعبہ کے حرم مسجد میں مصلے بھی چار علیحدہ علیحدہ بنادیئے۔ (البدر الطالع ج2 ص26)

ممانعت تبدیل مذہب

چار مذہبوں میں حق وائر ماننے کے باوجود ایک مذہب کے الزام پر بھی زور دیا جاتا تھا۔ اگر ایک مذہب کا مقلد اپنا مذہب چھوڑ کر دوسرے مذہب میں چلا جاتا تو وہ سزا کا مستحق ہوتا تھا۔ سراجیہ میں ہے۔

ارتحل الی مذہب الشافعی یعذر (درمختار نولکشوری ص260 وشامی مجتبائی ص190 ج3)

پس حنفی کےلئے جب شافعی ہونا منع تھا۔ تو اہل حدیث ہونا کب برداشت ہوسکتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اگر کسی مقلد پر حق ظاہر ہوجاتا اور وہ اہل حدیث کے طریقہ پر عمل کرنے لگتا تو اسے دھمکایا جاتا توبہ کرائی جاتی ورنہ قید کردیا جاتا۔ کما یسجی کیونکہ اس نے تقلید سے رجوع کیا جو مقلدوں کے یہاں بالاتفاق حرام تھا۔

لا یرجع عما قلد فیہ اتفاقا (تحریر الابن لہام الحنفی)

مصائب اہل حدیث یعنی حضرات مقلدین کا اہل حدیث سے سلوک

فتاوی تاتارخانیہ ص184 وفتاویٰ حمادیہ قلمی ورق ص123 وجواہر الفتاویٰ قلمی ورق ص243 میں مرقوم ہے کہ ایک شخص حنفی مذہب چھوڑ کر نماز میں قراءت فاتحہ خلف الامام اور رفع یدین کرنے لگا۔ وہاں کے ایک بڑے حنفی عالم کو خبر ہوئی تو سخت ناراض ہوئے جاکر حاکم شہر سے اس کی رپورٹ کی کوتوال نے اس شخص کو بلاکر دریافت کیا۔ پھر جلاد سے کہا کہ اسے سر بازار کوڑے لگائے۔ کچھ لوگوں کو اس غریب عامل بالحدیث پر رحم آگیا انہوں نے دوڑ دھوپ کی آخر اس سے توبہ کرائی گئی اور آئندہ کےلئے اس سے عہدوپیمان لے لیا گیا۔ تو اسے رہائی نصیب ہوئی۔ (انتصار الحق ص250)

حضرت امام شافعیؒ

آپ کا اہل حدیث ہونا اوپر بیان ہوچکا ہے۔ ان پر مالکی مذہب کے ایک مقلد ابن ابی سمع مصری نے شب کی تاریکی میں لوہے کی ایک سلاخ سے حملہ کرکے سر توڑ دیا۔ جس کے باعث آپ کا انتقال ہوگیا۔ (توالی التاسیس ص86)

امام حدیث حضرت بخاریؒ

آپ کو ایک متعصب حنفی ابو حفص کبیر نے پہلے تو بخاری میں فتویٰ دینے سے رکوادیا۔ پھر شہر بدر کرادیا۔ (الجواہر المقتیہ ج1 ص67)

امام حدیث ابن تیمیہؒ

آپ سے مناظرہ کرنے کےلئے پہلے شافعی محمد صفی الدین پیش ہوا۔ (وردکامنہ ص15 ج4)

جب یہ ہارگیا تو اس کا شاگرد ابن ملکانی شافعی مدمقابل بنا۔ (ایضاً ج1 ص145)

آخر میں آپ کو قید کرنے کا مشورہ ہوا۔ تو سزائے قید کا حکم دینے والا مالکی مذہب کا قاضی تھا۔ (ایضاً ج 1 ص 147)

امام حدیث حضرت یوسف مزیؒ

آپ کو صرف اس قصور پر کہ آپ نے ''امام ابن تیمیہؒ'' کی طرف سے صفی الدین شافعی مذکور سے مباحثہ کیا تھا۔ اور امام بخاریؒ کی کتاب خلق افعال العباد سے استفادہ کیا تھا۔ شافعی مذہب کے قاضی نے قید کی سزا دے دی۔ (وردکامنہ ص 146 ج 1 والبدر الطالع ص 353 ج 2)

حافظ عبد الغنی مقدسیؒ

جو کھلے اہل حدیث تھے۔ چھٹی صدی کے فقہاء نے ان کا خون مباح کر دیا تھا۔ پھر بعض صاحب اثر حضرات کی سعی سے ان کے قتل کا حکم منسوخ ہوا۔ لیکن دمشق سے نکال دیئے گئے۔ آخر مصر میں گمنامی کی حالت میں زندگی پوری کی۔ (تذکرۃ الحفاظ ص 166 ج 1)

سید محمد بن اسماعیل صنعانیؒ

صاحب سبل السلام بجرم انکار تقلید و رفع الیدین فی الصلواۃ وغیرہ قید خانے میں ڈال دیئے گئے۔ یہ واقعہ بارہویں صدی ہجری کا ہے۔ (البدر الطالع ص 134 جلد 2)

شاہ نظام الدین اولیاء دہلویؒ

آپ نے ایک مسئلہ کے ثبوت میں ایک حدیث نبوی پیش کی تھی۔ اس پر قاضی رکن الدین حنفی نے ان کی شکایت بادشاہ غیاث الدین سے کی اور ان کے سخت درپے آزار ہوا۔ (تاریخ فرشتہ اُردو ص 610 جلد 2)

شاہ اسماعیل شہیدؒ

کا وعظ جامع مسجد دہلی سے بند کرنے والے مولانا فضل حق حنفی خیر آبادی تھے۔ جو پریذیڈنٹ دہلی کے سر رشتہ دار تھے۔ (سوانح احمدی ص 144 وحیواۃ طیبہ ص 69، 70)

یہ مختصر سا نمونہ تھا۔ ارباب تقلید کے سلوک کا اصحاب حدیث سے۔

یہ پایاں آمد ایں دفتر حکایت ہمچناں باقی

مقلدوں کی مذہبی جنگ

اب ان مقلدوں کے باہمی مناقشوں اور مجادلوں کا حال سنیے۔ اور غور فرمایئے کہ جب یہ حضرات اپنے ہی تقلیدی بھائیوں کا وجود برداشت نہیں کر سکتے۔ تو ''غیر مقلد'' بے چارے کس شمار و قطار میں ہیں۔

ابن خلکان نے لکھا ہے کہ فقیہ شافعی عبدالکریم قشیری 448 ہجری میں بغداد میں آئے۔ اور اشاعت مذہب شروع کی تو حنابلہ سے ان کا مقابلہ ہوگیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بغداد میں شوافع اور حنابلہ میں بڑا کشت وخون ہوا دونوں گروہوں سے ایک جماعت قتل ہوئی۔ آخر نظام الملک نے جھگڑا ختم کروایا۔ (ص300 ج1)

اورنیشاپور میں احناف اور شوافع کے درمیان فساد عظیم ہوا۔ فریقین قتل ہوئے۔ اوران کے مدارس جلائے گئے۔ (مراۃ الجنان ص 307 ج)

اورالنہر کے حنفی اور شافعی لڑنے جھگڑنے کی قوت باقی رکھنے کے لئے ماہ رمضان کے روزے چھوڑ دیا کرتے تھے۔ (میزان شعرانی طبع مصر ص43 ج1)

تقلیدیوں کے بہتانات

ایک نے دوسرے پر جھوٹی تہمتیں جو دھری ہیں۔ ان کا نمونہ بھی ملاحظہ ہو۔

امام مالکؒ

پر یہ افتراء کیا گیا کہ متعہ جائز ہے۔ دیکھو ہدایہ جلد دوم کتاب النکاح ابن الہام نے فتح القدیر میں اس کا غلط ہونا ثابت کیا ہے۔ (ص36 جلد2 طبع نولکشور)

امام شافعیؒ

ان پر یہ الزام دھرا یا گیا کہ انہوں نے شطرنج کھیلنا جائز کر دیا ہے۔ (ہدایہ جلد چہارم کتاب الکراہیہ) حالانکہ امام شافعیؒ نے اباحت شطرنج کا قول امام ابو یوسفؒ سے نقل کیا ہے۔ دیکھو عینی شرح (ہدایہ ص280 جلد14) کیسے مزے کی بات ہے کہ قول ابو یوسف کا گلے لگا دیا جائے امام شافعی کے۔

امام احمدؒ

پر تہمت لگائی کہ وہ کہتے ہیں۔

اذاانزل یخلوامنہ العرش

یعنی نزول باری سے عرش خالی ہوجاتا ہے۔ حالانکہ امام ممدوح نے جو خط مسدو بن مسرہد کو لکھا تھا۔ اس میں صاف تصریح کی ہے کہ

انہ سبحانہ اذانذل فلا یخلو منہ العرش (ہدیۃ البہیہ ص11)

دیکھیے! یاروں نے نفی کا اثبات کر دیا۔

امام ابو حنیفہؒ

پر یہ تہمت لگائی گئی کہ آپ کرامات اولیاء کے منکر ہیں۔ شافعی نے اس کا بہتان ہونا ثابت کر دیا ہے۔ (صفحہ290 جلد11)

امام بخاریؒ

پر ابو حفص کبیر نے یہ بہتان لگا کر انھیں بخارا سے نکلوایا تھا۔ کہ آپ نے فتویٰ دیا ہے کہ گائے بکری کا دودھ اگر کوئی لڑکا اور لڑکی پی لے تو ان میں یہ رضاعت ثابت ہو جائے گی۔ (اجواہر المضیہ)

حالانکہ امام بخاری نے ایسا کوئی فتویٰ دیا ہی نہیں تھا۔ یہ ان پر تہمت ہے۔ دیکھو! (الفوائد البہیہ ص 13)

امام ابن تیمیہؒ

ان پر یہ الزام لگایا کہ انہوں نے منبر پر خطبہ دیتے ہوئے کہا!

ان اللہ ینزل الی السماء الدنیا کنزولی ہذا ونزل درجۃ (رحلۃ ابن بطوطہ طبع مصر ص 55 ج 1)

یعنی اللہ تعالیٰ آسمان کی طرف اس طرح اُترتا ہے۔ جیسے میں منبر کے زینے سے اُترتا ہوں۔ اور وہ ایک زینہ نیچے اُتر آئے۔ حالانکہ انہوں نے اپنے لامیہ میں صاف طور پر فرمایا ہے۔

والی السماء بغیر کیف ینزل (جلاء العینین مصری صفحہ 36)

یعنی نزول بیان نہیں کی جا سکتی۔ پس دیکھو سیاح ابن بطوطہ نے امام پر کیسا غلط اور جھوٹا الزام 1 لگا دیا ہے۔

1۔ ابن بطوطہ کے اس الزام پر مدلل اور بھر پور تنقید حیات شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ (طبع المکتبۃ السلفیہ لاہور ص 893۔798 لائق مطالعہ ہے۔ (ع۔ ح)

جہاں دیدہ بسیار گوید دروغ

اسی طرح دیگر آئمہ علماء پر جھوٹے بہتان لگائے گئے ہیں۔ دیکھو رسالہ رفع الملام مولفہ مولانا محمد یونس صاحب قرشی دہلوی۔

اہل حدیثوں پر افتراء

جماعت موحدین اہل حدیث پر بھی بہت سے جھوٹے الزام و بہتان لگائے گئے ہیں۔ دیکھو جامع الشواہد۔ انتظام المساجد اوا باطیل وہابیہ وغیرہ۔ سنن مجتبیٰ نسائی کے ایک محشی 2 نے ایک حاشیہ میں لکھا ہے۔

ثم لیعلم ان الذین یدینون دین عبد الوہاب النجدي ویسلکون مسلکہ ف لاصول الفروع ویدعون فی بلادینا باسم الوہابین وغیر المقلدین ویزعمون ان تقلید احد الائمۃ الاربعۃ شرک وان من خالفہم ہم

2۔ یہ محشی مولوی وصی احمد تھے۔ (طبع نظامی کانپور)

المشرکون یستبیحون قتلنا اہل السنۃ وسبی نسائنا (الی) ہم فرقۃ من الخوارج (نسائی طبع مجتبائی ص 360 جلد 1)

یعنی جو لوگ ہمارے ہند میں وہابی غیر مقلد کہے جاتے ہیں۔ اور عبد الوہاب کا دین اختیار کر کے اس کے مسلک پر اصول و فروع میں چلتے

ہیں۔ آئمہ اربعہ میں سے کسی ایک کی تقلید کو شرک اور مقلدوں کو مشرک کہتے ہیں۔ ہمارے مردوں کا قتل اور ہماری عورتوں کو قید کرنا مباح جانتے ہیں۔ یہ لوگ خارجیوں کے فرقہ سے

ہیں۔

4 ان تہمتوں کے جواب میں سوائے۔ **لعنۃ اللہ علی الکاذبین المفترین** کے اور کیا کہا جاسکتا ہے۔ یہ لوگ اہل حدیث کے مسلک سے یا تو کسر جائل اور ناواقف تجاہل عارفانہ کرتے ہیں۔

اہل حدیث کا مسلک

جماعت اہل حدیث کا مسلک ان شعروں سے بخوبی واضح ہوجاتا ہے۔

اصل دیں آمد کلام اللہ معظم واشتن پس حدیث مصطفیٰ برجاں مسلم واشتن

4۔ ان الزامات کا ناقدانہ جائزہ خوب لیا گیا ہے جو قابل مراجعت و مطالعہ ہے۔ (ع۔ ح)

(طبع المکتبۃ السلفیہ لاہور)

وہ چہ خوش باشد نہ ابر رحمت قول رسول گل زمین فکرت و دل سبز و خرم داشتن

از روایت فیض یاب و دل بہ حسن اعتقاد ور حرم کعبہ اسلام محرم داشتن

گاہ از تزکا 'مسلم' جاں نمودن مست فیض گاہ ور شوق ''بخاری'' دل تیم داشتن

تفصیل اس جمال کی یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے دنیا سے رخصت ہونے کے وقت ارشاد فرمایا تھا۔

من يعش منكم بعدي فسيري اختلافا كثيرا فعليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين الخ (مشکواۃ ص 22)

آپ ﷺ نے اس حدیث میں خبر دی ہے۔ کہ میرے بعد امت میں اختلاف کی کثرت ہوگی۔ اس وقت میری سنت اور خلفاء راشدین کی روش اختیار کرنا۔

صحابہ کا اختلاف اعتقادی امور میں تو ہو نہیں سکتا تھا۔ وہ لوگ آپ ﷺ کی صحبت اور تعلیم کے باعث راسخ الاعتقاد تھے۔ لا محالہ یہ اختلاف فروعی ہوگا۔ اس لئے آپ نے حدیث مذکورہ میں اپنی سنیت کی طرف توجہ دلائی ہے۔ پھر خلفاء راشدین کی روش کی طرف۔

خلفاء کی سنت

اب دیکھنا یہ ہے کہ اختلاف کے وقت ان بزرگان خلفاء راشدین کی روش کیا ہوا کرتی تھی۔

1۔ سب سے پہلا اختلاف اس امر میں ہوا کہ آپ ﷺ کو موت لاحق ہوئی ہے یا نہیں؟ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا!

واللہ ما مات رسول اللہ (بخاری ص 517 جلد 1)

اللہ کی قسم آپ مرے نہیں ہیں۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آیات

وغیرہ پیش کیں تو سب کو آپ کی موت کا یقین آگیا۔ (حوالہ مذکور)

دوسرا اختلاف انتخاب خلیفہ کے وقت ہوا انصار نے کہا!

منا امیرو منکم امیر (ایضا)

یعنی ہمارا خلیفہ ہم میں سے ہوگا۔ اور مہاجروں کا ان میں سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث

فلما سمعوا حدیث الائمۃ من قریش رجعوا من ذالک اذ عنوا (فتح الباری انصاری ص365 پ14)

یعنی جیسے ہی سب لوگوں نے حدیث مذکور سنی اپنے ارادوں سے باز آگئے۔ اور گردنیں جھکا دیں۔

پھر اختلاف ہوا کہ آپ کو دفن کہاں کیا جائے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث سنائی کہ میں نے آپ ﷺ سے سنا ہے۔ فرماتے تھے۔

مایقبض نبی الا دفن حیث یقبض (ترمذی۔ وابن ماجہ)

کہ پیغمبروں کی جہاں وفات ہوتی ہے۔ اس جگہ وہ دفن کیے جاتے ہیں۔ آخر حجرہ نبویہ میں قبر کھودی جانے لگی۔

4۔ پھر اختلاف ہوا کہ قبر بغلی ہو یا صندوقی؟ (ابن ماجہ) اتنے میں بغلی کھودنے والے پہلے پہنچ گئے۔ اور بغلی قبر تیار ہوئی اس طرح حدیث نبوی اللحد لنا (ابو داؤد۔ وغیرہ) پر حکمت الٰہیہ سے عمل کرنے کی توفیق سب کو نصیب ہوئی۔

5۔ استحکام خلافت کے بعد وارثوں نے اپنے اپنے مطالبات شروع کردیا۔ ازواج مطہرات رضوان اللہ عنہا اجمعین نے اپنے حصے کے لئے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجنے کا ارادہ کیا۔ (بخاری ومسلم)

حضرت فاطمہ رضی للہ تعالیٰ عنہا اور عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا اپنا حصہ طلب کیا۔ (بخاری پ27) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سب کے سامنے حدیث نبوی ۔ لانورث ماترکنا صدقۃ پیش فرمادی۔ اس پر سب لوگ خاموش ہوگئے۔ حتیٰ کہ حضرت فاطمہ رضی للہ تعالیٰ عنہا جنہوں نے پہلے اظہار رنج کیا تھا۔ بعد میں وہ بھی راضی ہوگئیں۔ (بیہقی ص 301ج6)

6۔ خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مانعین ذکواۃ سے قتال کرنے کا جب عزم مصمم کرلیا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مانع ہوئے۔ اور حدیث نبوی

امرت ان اقاتل الناس حتی یشہدوا (بخاری پ2)

پیش کی کہ یہ لوگ کلمہ شہادت تو پڑھتے ہیں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوسری حدیث سے جس میں بحق الاسلام وارد ہوا ہے۔ استدلال کر کے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خاموش کردیا۔ کہ ذکواۃ حق الاسلام ہے۔ (فتح الباری)

فرماتے ہیں۔

فلم يلتفت ابو بكر الی مشورۃ عمر اذا کان عندہ حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (صحیح بخاری صفحہ 109 ج 2)

یعنی ''چونکہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حدیث نبوی موجود تھی۔ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا استدلال مسترد کردیا۔ یہ تھیں پہلے خلیفہ راشد کی سنتیں اب خلیفہ دوم کی روش ملاحظہ ہو۔

7۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آخری وقت میں کہا جارہا تھا۔ کہ کسی کو اپنا خلیفہ مقرر کر دیا ہوتا۔ توجو حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو مقرر کردیا تھا تو جواب دیتے ہیں۔

ان لا استخلف فان لنبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یستخلف وان الستخلف فان ابا بکر قد استخلف (صحیح مسلم ص 120 جلد 2)

یعنی ''اگر میں خلیفہ مقرر نہ کروں تو اس میں سنت نبویہ کا عامل ہوں گا۔ اور اگر خلیفہ مقرر کردوں تو اس میں ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت پر عمل ہوگا چونکہ سنت نبوی پر عمل کرنا ہی افضل ہے اس لئے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسی خاص شخص کو خلیفہ مقرر نہیں کیا چنانچہ ان کے بیٹے حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

فعلمت انہ لم نکن لیعدل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احدوانہ غیر فستخلف

(حوالہ مذکور) یعنی ''میں سمجھ گیا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ ﷺ کے برابر کسی کی نہیں ٹھرایئں گے۔ اور وہ کسی کو خلیفہ مقرر نہیں کریں گے۔ معلوم ہوا کہ خلیفہ راشدین کی سنت کو سنت نبویہ کے خلاف سمجھتے تو اس خلیفہ کی سنت کو چھوڑ دیتے۔ اور سنت نبویہ کو لازم پکڑتے تھے۔ آیئے۔ ایک اور واقعہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی سن لیجئے۔ کہ یہ بھی خلفاء راشدین سے ہیں۔

8۔ ولید بن عقبہ نے کوفہ میں نبیذ پی تو نشہ آگیا۔ قے کی پکڑے گئے۔ خلیفہ ثالث حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مقدمہ کی تحقیقات کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ ولید کے سر پر حد شرعی لگائیں۔ عبد اللہ ابن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کوڑے مارنے شروع کیے۔ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شمار کرنے شروع کیے۔ جب چالیس کوڑے لگ چکے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عبد للہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ بس

قال امسک جلد النبی صلی اللہ علیہ وسلم وابو بکر اربعین وعمر ثمانین وکل سنۃ وہذا احب الی (صحیح مسلم ص 72 ج 2)

یعنی ''اب رک جاؤ۔ عہد نبوی خلافت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک حد چالیس درے ہی رہی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی مقرر کی مجھے عہد نبوی کی مروج حد زیادہ پسند ہے۔ دیکھیے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دونوں کو سنت فرما کر سنت نبوی ﷺ کو سنت فاروقی پر مقدم کیا۔ حالانکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مشورہ سے ہی ااسی کوڑے مقرر فرمائے تھے۔ (موطا ملاحظہ ہو) نیز حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ راشد نے بھی چالیس پر سکوت فرما کر اپنی رضامندی کا اظہار کیا۔

نتیجہ

مذکورہ سے صاف ثابت ہے۔ کہ آپ ﷺ کے قول وفعل کو تمام اقوال وافعال پر مقدم کرنا ہی خلفاء راشدین۔ کا طریقہ تھا۔ جماعت اہل حدیث کا بھی یہی مسلک ہے۔

اذا جاء نہر اللہ بطل نہر معقل

ملاحظہ

خلفاء راشدین نے جو کام سیاست یا کسی وقتی ضرورت کے باعث کیا یا کرایا تھا وہ ہمارے ۔ ۔ ۔ دیکھو! عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شامیوں کو جب تمتع بالحج کا فتویٰ دیا تو ان لوگوں نے کہا کہ آپ کے ابا جان تو منع کرتے تھے ۔ تو عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا!

امر ابی یتبع ام امر النبی صلی اللہ علیہ وسلم (ترمذی)

یعنی "میرے ابا کی اتباع واجب ہے یا آپ ﷺ کی؟ معلوم ہوا کہ ہر پیش آنے والے امر میں آپ ﷺ کی سنتوں کو مد نظر رکھنا اور اس کے مطابق عمل کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے ۔

ہوتے ہوئے مصطفیٰ ﷺ کی گفتار

مت دیکھ کسی کا قول و کردار

خلفاء راشدین رضوان اللہ عنہم اجمعین ہر پیش آنے والے امر میں حدیث نبوی تلاش کرتے تھے ۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جدہ نے آکر اپنا حصہ دریافت کیا ۔ آپ کو اس موقع پر کوئی حدیث نبوی نہ یاد آئی تو صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین سے دریافت کیا ۔ دو صحابیوں (مغیر بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ محمد بن مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے حدیث سنائی کہ آپ ﷺ نے جدہ کو چھٹا حصہ دلوایا تھا ۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی حدیث کے مطابق فیصلہ فرمایا! (موطا ۔ و سنن اربعہ)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے ایک مقدمہ پیش ہوا ۔ کہ مقتول شوہر کے دیت سے اس کی بیوی کو حصہ ملنا چاہیے کہ نہیں؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فتویٰ نفی کا دیا ۔ ضحاک بن سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سنا تو منیٰ میں آپ سے ملاقات کی اور کہا کہ میرے پاس آپ ﷺ کا نوشتہ موجود ہے ۔ کہ آپ ﷺ نے اشیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ضبابی کی بیوی کو اشیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مارے جانے کے بعد اس کی دیت سے حصہ دینے کا حکم دیا ہے ۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے فتوے سے رجوع فرمایا ۔ اور حدیث کے موافق فتویٰ دیا ۔ (موطاء و سنن اربعہ)

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خیال تھا کہ جس عورت کا شوہر مر جائے تو وہ جہاں چاہے عدت گزارے ۔ آخر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حدیث نبوی کی تلاش ہوئی ۔ تو ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہن بنت مالک نے اپنا واقعہ سنایا کہ میرا شوہر مارا گیا تھا ۔ تو میں نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ میں عدت کہاں گزاروں ۔ ؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ شوہر کے گھر پر ۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی حدیث کے مطابق فیصلہ کیا (موطا و سنن اربعہ)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس مرتد لوگ لائے گئے ۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان لوگوں کو زندہ جلانے کا حکم دے دیا ۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سنا یہ حدیث پیش کی ۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من بدل دینہ فاقتلوہ

یعنی "ارشاد نبویہ ﷺ ہے ۔ کہ مرتدین کو تلوار سے قتل کرنا چاہیے ۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سن کر فرمایا ۔ صدق ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ترمذی)

یعنی "ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے درست کہا ۔ اس طرح کے بہت سے واقعات خلفاء راشدین رضوان اللہ عنہم اجمین کے کتب حدیث میں موجود ہیں ۔ جماعت اہل حدیث کا طریق عمل بھی وہی ہے ۔ جو خلفاء راشدین اور سلف صالحین کا تھا ۔ ۔ ہم حدیث نبوی ﷺ کے مقابلے میں کسی قول کو نہیں مانتے ۔ لیکن ان بزرگوں کی بزرگی اور وقار کے قائل ہیں ۔ او رکھتے ہیں ۔

آں امامان کہ کردند اجتہاد

رحمتِ حق برروانِ آں جملہ باد

تذکرہ

شریعت کا مقرر کرنا اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔اس شریعت کو بندوں تک پہنچانے والے معصوم پیغمبرؑ ہوتے ہیں۔غیر نبی چونکہ معصوم نہیں ہوتا۔اس لئے اس کے قیاسی مسائل کی نسبت یقینی طور پر صحت کی ضمانت نہیں دی جا سکتی۔جب تک کہ اس پر پیغمبرؑ کی موافقت کی مہر نہ لگ جائے۔کیونکہ اعمال کا حساب اوراس پر ثواب وعذاب کا تعلق صرف اللہ تعالیٰ سے ہے۔اس نے اپنی محبت اورجنت کو محض اتباع پیغمبرؑ پر موقوف رکھا ہے۔

خلاف پیمبر کسے رہ گزید

کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

میں نے اس امر کو بہت بسط سےاپنے اس خطبہ صدارت میں بیان کر دیا ہے۔جسے میں نے فروری سن 1935عیسوی میں جمعیت تبلیغ اہل حدیث کلکتہ تیسرے سالانہ جلسہ میں پڑھا تھااوروہ طبع ہو کر شائع بھی ہوگیا تھا۔

اجماع

اہل حدیث کو منکر اجماع کہا جاتا ہے۔اور انصاف نہیں کیاجاتا۔اجماع خواہ بسیط ہو یا مرکب اہل اجماع کےلئے اتحاد زمانہ ضروری ہے۔اس لئے کہ وہ عبارت ہے اختلاف سے پس اختلاف کرنے والوں کے زمانہ کا متحد ہونا لازم ہے۔ورنہ قیامت تک اجماع کا انعقاد ہونہیں سکتا۔

اسلئے توامام احمد1 نے کہہ دیا ہے۔

من ادعی الاجماع فقد کذب (محلی ابن حزم ص246ج3وشرح مسلم الثبوت ص394)

یعنی جو شخص کسی امر میں اجماع کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے۔ابن عربی صرف صحابہ کے اجماع کو معتبر مانتے ہیں۔جیسا کہ فتوحات میں لکھا ہے۔

والاجماع اجماع صحابہ بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا غیر (ص182ج2)

معلوم نہیں کہ قائلین کا امام احمد اور شیخ ابن عربی کی بابت کیاخیال ہے۔؟

قیاس واجتہاد

اہل حدیث کو منکر قیاس بھی کہا جاتا ہے۔حالانکہ اہل حدیث اجتہاد وقیاس صحیح کے بھی منکر نہیں ہیں۔

1۔جماعت اہل حدیث صحیح اجماع کو مانتی ہے۔اوراس کو حجت گردانتی ہے۔امام احمد کا یہ فرمان اجماع کے غلط داعی کے بارے میں تھا۔جواُس دور کے بدعتی فرقے نصوص

صریحہ کی مخالفت میں کرتے اور ان کا سہارا لیتے تھے۔ تفصیل کا یہ موقع نہیں۔ حافظ ابن القیم اور ان کے شیخ امام ابن تیمیہ ؒ کی تالیفات میں بعض جگہ یہ وضاحت ملتی ہے۔ (محمد عطاء اللہ حنیف)

بقول امام اوزاعی کلنا یري

(کتاب الرد علی اعداد اہل الحدیث لابن قتیبہ طبع ص 63)

اہل حدیث کہتے ہیں۔ کہ احادیث نبویہ کو مقیس علیہا بنانا چاہیے۔ اسی سے استنباط مسائل کرنا چاہیے۔ لیکن افسوس ہے کہ یہ اصل یکسر چھوڑ دی گئی۔ اور کسی خاص متقدم ہستی کے تراشیدہ اصل کو مقیس علیہ بنالیا گیا۔ جیسا کہ شاہ ولی اللہ نے حجۃ البالغہ میں صراحت کی ہے۔ (ص 160 ج 1)

اور اس کا نام حمل النظیر علی النظیر اور تفریح بر تفریح مقرر کیا گیا۔ اسی اصل پر مسائل کی تخریجات ہونے لگیں۔ جس کا نتیجہ تعین مذہب کی صورت میں ظاہر ہوا۔ اس امر کی وضاحت کےلئے چند مثالیں عرض کرتا ہوں۔

1۔ ایک شخص نے ایک عورت کو باعقد اجارہ مع شرط الزنا رکھا۔ اس کے بعد عورت نے اپنی اجرت لے لی۔ گویا اجارہ فاسد ہے۔ اور اجرت کا سبب بھی فعل حرام ہے۔ لیکن چونکہ قاعدہ بن چکا ہے۔ اجر المثل طیب یعنی اجر مثل کا طیب ہوتا ہے۔ اس لئے عورت کو وہ اجرت امام ابو حنیفہ ؒ کے نزدیک حلال ہے۔ ہاں اگر بغیر عقد اجارہ کے لیا ہے تو حرام ہے۔ (شامی ص 28 ج 5 طبع ہند)

اور پھر مستاجرہ سے زنا کرنے میں حد بھی نہیں ہے۔ (کنزو تنویر) حالانکہ حدیث صحیح مسلم میں ہر قسم کے مہر بغی کےلئے لفظ خبیث وارد ہوا ہے۔ اور حدیث بخاری میں مہر بغی سے صاف نہی موجود ہے۔ اور دین محمدی میں کوئی زی عقل زانی حد سے مستثنیٰ نہیں کیا گیا ہے۔

2۔ ایک اصل اور قاعدہ یہ بنایا گیا ہے۔ کہ قوی کی بناء ضعیف پر نہیں ہو سکتی۔ پس اگر کسی مسافر امام نے نماز میں قصر نہیں کی۔ بلکہ پوری نماز پڑھ دی۔ تو مقیم مقتدیوں کی نماز نہیں ہوئی۔ اسلئے کہ مسافر امام پھیلی دو رکعتوں میں متنفل تھا۔ چونکہ فرض قوی ہوتا ہے۔ نفل سے لہذا فرض پڑھنے والے مقتدی اپنی نماز دہرایئں۔ حالانکہ صحیحین کی حدیث میں وارد ہے۔ کہ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ ﷺ کے پیچھے فرض عشاء پڑھ کر جاتے اور اپنے محلہ کی مسجد میں لوگوں کو دوبارہ وہی نماز امام بن کر پڑھاتے تھے۔ ظاہر ہے کہ اس وقت حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ متنفل ہوتے تھے۔ لیکن مقتدیوں کے اپنی نماز کے دہرانے کا حکم دربار رسالت ﷺ سے نہیں ملا۔

3۔ ایک قاعدہ یہ بنایا گیا ہے کہ کامل کے ساتھ ناقص کا الحاق جائز نہیں۔ یعنی جو چیز کامل واجب ہوگئی۔ وہ ناقص سے ادا نہ ہوگی۔ پس کسی نے اگر صبح کی نماز ایسے وقت پڑھی کے ایک رکعت کے بعد آفتاب نکل آیا۔ اب وہ اگر دوسری رکعت پڑھے گا تو نماز نہیں ہوگی۔ حالانکہ صحیحین کی حدیث میں صاف وارد ہے۔

من ادرک رکعۃ من الفجر قبل ان تطلع الشمس فقد ادرک

جس نے سورج نکلنے سے پہلے نماز فجر کی ایک رکعت پڑھ لی۔ اس کی دوسری رکعت بھی صحیح ہے۔ نماز اس کی ہوگئی۔

اہل حدیث نے ان ہی اصول مستخرجہ کا انکار کیا ہے۔ قرآن وحدیث سے استخراج مسائل کا انکار نہیں کیا ہے۔

دفع الزام

رہا یہ الزام کے اہل حدیث کے بعض مسائل آئمہ اربعہ کے متفقہ مذہب کے خلاف ہیں۔ محض تعصب کا نتیجہ ہے۔ کیا متاخرین احناف نے مسئلہ تحلیف شہود میں آئمہ اربعہ کے

متفقہ مذہب کے خلاف قاضی ابن ابی لیلیٰ کے مذہب پر فتویٰ نہیں دیا ہے۔؟ دیکھوابن نجیم کی کتاب اشباہ و نظائر ص160 طبع ہند پس جبکہ حق دائر تھا۔ آئمہ اربعہ میں ہوں کو قسم دین چاروں اماموں کے نزدیک نا جائز۔ ابن ابی لیلیٰ کا مذہب کیوں اختیار کیا گیا۔ حالانکہ ان قاضی صاحب کی چشمک امام ابو حنیفہ کے ساتھ مشہور رہے۔ انہیں ہی کی سعی سے حضرت امام ابو حنیفہ کو حکومت نے فتویٰ دینے سے روک دیا تھا۔ کیا یہ صحیح نہیں ہے کہ

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہوجاتے ہیں بدنام

وہ قتل بھی کرتے ہیں توچرچا نہیں ہوتا

دفع ایراد

اہل حدیث کی جانب سے جب متقدمین کی کتابوں سے وجود اہل حدیث پیش کیا جاتا ہے۔ تو کہا جاتا ہے کہ تو اس سے مراد وہ لوگ ہیں۔ جو حدیثیں روایت کرتے تھے۔ اہل حدیث کوئی مذہب نہ تھا۔ آج توان کو اہل حدیث کہا جاتا ہے۔ جو آمین بالجہر۔ رفع الیدین۔ اور قراءۃ خلف الامام کے قائل اور عامل ہوتے ہیں۔ اور کسی امام کی تقلید نہیں کرتے کو خواہ وہ عامی کیوں نہ ہوں۔ اس کے جواب میں عرض ہے کہ میں نے امام شافعی اور امام احمد کے بیان میں اوپر جو عبارتیں آپ کو سنائی ہیں۔ ان میں صاف ''مذہب اہل حدیث'' کا لفظ موجود ہے۔ سرحدوں کے مسلمانوں کا ''مذہب اہل حدیث'' رکھنا کتاب اصول دین سے اوپر نقل کیا جاچکا ہے۔ قاضی عیاض مالکی نے امام احمد کے قول **ان لم يكونوا اہل الحديث فلا ادري من** ہم کی شرح میں لکھتے ہیں۔

اراو احمد اہل السنۃ والجماعۃ ومن یعتقد مذہب اہل الحدیث (شرح صحیح مسلم ص143ج2)

قاضی عیاض پانچویں صدی میں پیدا ہوئے تھے۔ اس وقت بھی مذہب اہل حدیث موجود تھا۔ حافظ نووی شافعی جو ساتویں صدی ہجری میں گزرے ہیں۔ اپنی شرح صحیح مسلم میں متعدد جگہ پانچ مذہبوں کا ذکر بالمقابل کرتے ہیں۔ کہ ہمارے شافعی مذہب میں یوں ہے۔ اور مالکی میں یوں۔ مذہب حنیفہ یہ ہے۔ اور حنبلی یہ پھر سب سے الگ اہل حدیث کا مذہب لکھتے ہیں۔ کہ ان کے یہاں یوں ہے۔ دیکھو۔ جلد اول کا ص173 اور جلد دوم کا ص32 وغیرہ۔ اور ہاں اسے بھی سن لیجئے۔ کہ ہمیشہ سے اہل حدیث اسی شخص کو کہا گیا ہے جو کسی امام کی تقلید نہیں کرتا اور قراءۃ فاتحہ خلف الامام و آمین بالجہر ورفع الیدین سنت نبوی سمجھ کر بالالتزام کرتا ہے۔ ایک لطیفہ سنیے۔ شامی میں ہے۔

ان رجلا من اصحاب ابي حنيفة خطب الى رجل من اصحاب الحديث ابنته في عهد ابي الجوزجاني فابي الا ان يترك مذهب فيقراء خلف الامام ويرفع يديه عند الانحطاط ونحو ذالك فاجابه فزوجه (ص190ج1 طبع مجتبائی)

ابو بکر جوزجانی شاگرد ہیں۔ موسیٰ کے جو شاگرد ہیں۔ امام محمد کے ان کے زمانہ کا واقعہ ہے۔ کہ ایک حنفی نے ایک اہل حدیث کی لڑکی سے نکاح کرنا چاہا تو اہل حدیث نے یہ شرط کی کہ تم اپنا مذہب چھوڑ قراءۃ فاتحہ خلف الامام اور رفع الیدین عند الرکوع کرنا شروع کر دو تو میں اپنی لڑکی تمہاری زوجیت میں دے دوں گا۔ اس حنفی نے مان لیا تو اس کا نکاح ہوگیا۔ دیکھا اہل حدیث کا وجود اور ان کی پہچان اس وقت بھی یہی تھی۔

امام محمد کے شاگرد ابو حفص کبیر کا واقعہ فتاویٰ حمادیہ جواہر الفتاویٰ اور تاتارخانیہ سے اوپر آپ کو سنایا جا چکا ہے۔ کہ ایک حنفی نے اپنا مذہب چھوڑ کر اہل حدیث کا طریقہ اختیار کیا۔ اور قراءۃ خلف الامام اور رفع الیدین کرنے لگا تو اسکی کیسی گت بنی۔؟ حتیٰ کے اسے توبہ کرنی پڑی۔ یہ واقعات تیسری ہجری کے ہیں۔

بارہویں صدی کا واقعہ صاحب سبل السلام کا اوپر آپ سن چکے ہیں کہ ان کی موت کا سبب ان کی غیر مقلدیت اور نماز میں رفع الیدین عند الرکوع ہوئی تھی۔ اسی زمانہ میں شیخ محمد فاخر زائر الہ آبادی شاگرد شیخؒ محمد حیات سندھی مدنی مرحوم دہلی کی جامع مسجد میں آمین بالجہر کرنے کے باعث گرفتار کیے جاتے ہیں۔ آخر شاہ ولی اللہ مرحوم کی سفارش سے ان کی مخلصی ہوتی ہے۔ (تراجم علماء اہل حدیث ہند ص22 وص329)

ٹھیک اسی زمانہ میں مرزا جان جاں (یہ نام عالم گیر بادشاہ نے رکھا تھا۔) نماز میں سینہ پر ہاتھ باندھے ہوئے امام کے پیچھے قراءۃ خلف الامام کرتے ہوئے پائے جاتے ہیں۔ (اتقصار ص 113 والیجد العلوم ص 900)

یہی ظاہر عمل اہل حدیث کی شناخت کا ذریعہ ہے۔ اس کے عامل سے کوئی صدی اور کوئی جگہ خالی نہیں رہی۔ گو ایسے لوگ قلیل ماہم کے مصداق رہے۔ حتیٰ کہ مولانا محمد اسماعیل شہید۔ پیدا ہوئے۔ اور کتاب تنویر العینین فی اثبات رفع الیدین لکھ کر ایک جماعت کو عامل بالحدیث بنا دیا۔

وہ بجلی کی کڑکا تھا یا صوت ہادی

زمین ہند کی جس نے ساری ہلا دی

حضرت میاں صاحبؒ

مسند ولی اللہ پر جب کہ شیخ الکل حضرت مولانا سید نزیر حسین صاحبؒ جلوہ افروز ہوئے۔ اسی ذمانہ میں تنویر العینین کا جواب کیس حنفی نے تنویر العینین کے نام سے شائع کیا۔ ہمارے شیخ نے اس کا جواب معیار الحق کے نام سے دیا۔اپنے عمل وعظ و دروس سے سواد اعظم اہل حدیث بنا دیا۔ آج اس ملک میں حدیث نبوی کی جو کچھ بھی غافلہ اور اہل حدیث کثرت نظر آتی ہے۔ کہ ذات بابرکات کے فیوض کا نتیجہ ہے۔ میری تعلیم کی انتہا اور ابتداء آپ سے ہوئی ہیں۔ آپ نے وفات سےچھ مہینہ پشتر زی الحجہ 1319 ہجری میں ہند حدیث مرحمت فرمائی تھی۔

ہندوستان میں اشاعت حدیث

حضرت میاں صاحب ممدوح آخری کڑی تھے۔ اصل کی ابتدائی کڑیاں یہ ہیں۔ عہد 16 ہجری عثمان بن ابی العاص ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہوالی بحرین اعمالا نےاپنے ایک بھائی مغیرہ کوسندھ کے شہر دیبل پر حملے کرنے کےلئے روانہ کیا۔ اوردوسرے بھائی حکم کو گجران کے شہر بھروج پر۔چنانچہ یہ دونوں مقامات اسلام کے زیرنگین آگئے تھے۔ (بلازری ص 438)

درحقیقت اعلیٰ زمانہ سے ہندوستان میں اشاعت حدیث نبوی کی پڑگئی تھی۔ ہجری 93۔94 میں جب محمد بن قاسم نے ہندو پر حملہ کیا اور بہت سے شہر فتح کیے تھے۔پنجاب میں موسیٰ بن یعقوب ثقفی کو درس حدیث پر متعین کیا تھا۔ جیسا کہ حج نامہ اور فتوح البلدان سے معلوم ہوتا ہے۔ اس سے پہلے حباب بن تصالہ تابعی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہصحابی سے ہندوستان جانے کی اجازت طلب کی تھی۔ لیکن انھوں نے بنا بر خدمت والدین انھیں اجازت نہیں دی تھی۔) میزان الاعتدال)

ان کے بعد مشہور مع اسرائیل بن موسیٰ بصریؒ جو امام حسن بصریؒ تابعی کے شاگرد ہیں۔ اور صحیح بخاری میں ان سے روایت کیا ہے۔ ہندوستان میں حدیث کا درس دیا کرتے تھے۔ اس لئے ان کو نزیل الہند کہا جاتا ہے۔ (تقریب التہذیب)

دوسرے تبع تابعی ربیع بن صبیح بصری ہیں جو خلیفہ مہدی عباسی کے زمانہ میں بارہا وہ غزوہ ہند میں تشریف لائے تھے۔ اورفتح اربد میں شریک تھے۔ سن 100 ہجری میں سندھ میں مدفون ہوئے ہیں۔ انہوں نے حدیث کی کتا معیوب لکھی تھی۔

(تقریب تہذہب ومیزان وتاریخ الخلفاء الیجد العلوم وغیرہ)

اسی طرح ابو محمد بن السندی اور ابو معشر بن عبد الرحمٰن متوفی 170ھ یہ سب لوگ سندھ میں کتب حدیث کا درس دیا کرتے تھے۔ دیکھو کتب اسماء متاخرین میں شیخ محمد عابد سندھی اور

شیخ محمد حیات گزرے ہیں۔ شیخ حسن بن محمد صفانی جس کی حدیث کی مشارق الانوار مشہور ہے۔ لاہور میں 1577ء میں پیدا ہوئے تھے۔ (ابجد العلوم) اسی طرح شیخ علی اور شیخ علی متقی جو نپوری اصلاً و برھان پوری مولانا صاحب کنز الاعمال (حدیث کی مشہور کتاب ہے۔) شیخ محمد طاہر گجراتی صاحب مجمع البحارہ فی لغۃ الحدیث وتذکرہ الموضوعات وغیرہ شیخ وجیہ الدین گجراتی شارح نخبہ اور شیخ احمد (مجدد الف ثانی) اوران کے شیخ عبد الرحمٰن بند فرقد اور مجدد صاحب کے بیٹے خازن الرحمت شیخ محمد سعید محشی مشکواۃ اور شیخ سلام اللہ شارح موطا اور اوران کے آباء نیز نیز قاضی بشیر الدین قنوجی شارح موطا۔ اور شاہ ولی اللہ دہلوی۔ اور شاہ عبد العزیز دہلوی اوران کے تلامذہ خصوصا شاہ محمد اسحاق دہلوی استاد میاں صاحب۔ و نواب صدیق حسن قنوجی۔ یہ سب لوگ اپنے اپنے زمانہ میں اشاعت حدیث میں شب و روز مصروف رہا کرتے تھے۔ غرض 57ء سے پہلے تک 222 کتب حدیث خاص ہند کے علماء نے محدثین نے تالیف کیں جن کی تفصیل مع اسماء کتب و مولفین مولوی امام خان نوشہری کی ایک مستقل کتاب میں آپ حضرات ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ اسی طرح حضرت میاں صاحب ممدوح اور آپ کے ہزارہا تلامذہ کی مساعی سے اطراف وجوانب ہند میں عمل بالحدیث کا غلغلہ بلند ہوگیا۔

یہ گراں قدر مقالہ جماعت اہل حدیث کے فاضل گرامی حضرت مولانا ابو القاسم بنارسی رحمۃ اللہ علیہ نے مارچ 1943 میں آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس (موائمہ ہند) میں بطور صدارتی خطبہ پیش فرمایا تھا۔ اس کی علمی اہمیت کے باعث فتاویٰ علماء اہل حدیث میں شامل کیا گیا ہے۔ (بعد شکریہ انجبار الاعتصام لاہور۔ سعیدی)

ھٰذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ علمائے حدیث

جلد 12 ص 63-84

محدث فتویٰ